# رزہ کی حقیقت و اہمیت


از نبیرۂ مصلح الامتؒ احمد متین بن قاری محمد مبین صاحبؒ

از افاضات

مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ نور اللہ مرقدہٗ

بہ ایماء

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ قاری محمد مبین صاحب نور اللہ مرقدہٗ



ناشر

ادارہ وصیۃ العرفان خانقاہ مصلح الامت

۲۳/۲۵، بخشی بازار (روشن باغ) الہ آباد ۲۱۱۰۰۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# روزہ کی حقیقت واہمیت

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ۔

روزہ کی ابتدائی تاریخ تو معلوم نہیں مگر قرآن مجید کی اس آیت سے اتنا ضرور معلوم ہوا کہ روزہ اسلام کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ دیگر مذاہب عالم کے احکام کا ایک جزو رہا ہے۔ اگرچہ اس کے اصول وطریقے مختلف تھے اور اب بھی بگڑی ہوئی شکلوں میں موجود ہیں مگر بایں ہمہ کم ہی ایسے مذاہب ہیں جن میں اس کی مشروعیت نہ رہی ہو۔

مذاہب عالم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کے برہمنوں، جوگیوں اور جینی مذہب میں بھی روزہ ہے، قدیم مصریوں اور یونان کی تاریخ میں بھی روزہ کا تصور پایا جاتا ہے اسی طرح عیسائیوں اور یہودیوں کے یہاں بھی روزہ کا عقیدہ موجود ہے بلکہ یہودیوں کے یہاں فریضہ الٰہی میں شامل ہے، تاریخ کے صفحات پر یہ بھی موجود ہے کہ انبیاءؑ سابقین نے بھی روزہ رکھا ہے، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام بھی روزہ رکھتے تھے اور بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ''صائم الدہر'' تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک یا کئی روز افطار کرتے، حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار، حضرت داؤدؑ کے اسی روزہ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ أَحَبُّ الصِّیَامِ إِلَی اللهِ صِیَامُ دَاوُدَ۔ اللہ کے یہاں سب سے محبوب روزہ داؤدؑ کا روزہ ہے۔

روزہ کو اس مختصر تاریخ کی روشنی میں دیکھئے تو قرآنی اعلان کَمَا کُتِبَ عَلَی

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ (تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا) کی تصدیق حرف بحرف ہوتی ہے۔ ایسی عظیم الشان عبادت جس کا تذکرہ صحف اولیٰ میں بھی ہو اور انبیاء سابقین علیہم السلام نے بھی اس کا اہتمام کیا ہو۔ ایک عجیب بات ہوتی اگر امت محمدیہ اس روحانی تزکیہ کے نظام سے محروم رہ جاتی بالآخر نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین پر بھی اس فریضہ کو عائد کر دیا گیا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کر دیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔

یہ روزہ ۲ھ میں فرض ہوا۔ علامہ ابن قیم نے زادالمعاد میں لکھا ہے کہ مرغوبات شہوانیہ کا چھوڑنا نہایت مشکل کام تھا اس لئے روزہ وسط اسلام میں فرض کیا گیا جب کہ لوگ توحید، نماز اور احکام قرآنی کے عادی ہو چکے تھے۔ احکام کا یہ اضافہ اسی زمانے کے لئے موزوں تھا اس وضاحت سے بعض مدعیان علم کے اس نقطۂ نظر کی تردید ہوگئی جن کا بزعم خویش یہ عقیدہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو اکثر و بیشتر فاقہ کشی سے گزرنا پڑتا تھا، فاقہ کشی کی اس زندگی کو ان پر سہل کرنے کے لئے اسلام نے اس کو مذہبی رنگ دیدیا یعنی روزہ فرض کر دیا گیا۔ اولاً تو قرآن حکیم نے خود روزہ کی حکمت بیان کرکے اس غیر معقول توجیہ کی بیخ کنی کر دی "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" ایک کھلا ہوا اعلان ہے کہ مقصد روزہ محض بھوک، پیاس اور جسمانی ریاضت نہیں بلکہ قلب مومن میں ایک ایسی کیفیت اور ملکہ راسخہ پیدا کرنا ہے جس سے انسان قوائے شہوانیہ و مرغوبات مادیہ سے پیدا ہونے والی بے لگام خواہشات اور تلاطم خیز جذبات پر قابو و دسترس حاصل کر سکے، اسی حقیقت کا نام تقویٰ

ہے۔ آیت مذکورہ کے بعد آگے چل کر قرآن پاک نے روزہ کی دو اور خصوصیت وحکمت بیان فرمائی ہے۔ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ اور وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ تاکہ خدا نے تم کو جو ہدایت عطا فرمائی ہے اس پر اس کی بڑائی اور شکر ظاہر کرو اور رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور ادائیگیٔ شکر یہی ہے کہ حامل وحی صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں جن حالات وجذبات سے متکیف (کیفیت کا پیدا ہونا) ہوجاتے تھے، شب وروز کے جو اعمال رہتے تھے انہی حالات وجذبات واعمال کے اتباع میں ان کا متبع اور پیر وبھی سرتاپا ڈھل جائے، دوسرے یہ کہ اگر روزہ کا مقصد صرف بھوک پیاس ہی کا خوگر بنانا تھا تو پھر روزہ کی مشروعیت مکی زندگی میں کیوں نہ ہوئی کیونکہ مسلمان اس وقت اس عادت سے خوگری کے زیادہ لائق تھے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ روزہ کی مشروعیت جب مسلمانوں پر سے مشقت بھری زندگی کا خاتمہ ہونے لگا امن واطمینان کی فضا قائم ہوئی، انصار مدینہ کی مواخات اور فتوحات کی برکتوں کا ظہور صحابۂ کرامؓ کی زندگیوں میں شروع ہوا اور خوش حالی وفارغ البالی کی باد بہار آہستہ آہستہ چلنے لگی، یہی وقت تھا کہ تقاضائے بشریت سے ان نفوس قدسیہ کے قلوب میں امراض روحانیہ پیدا ہوجائیں اس لئے قبل اس کے کہ مرض شروع ہوا اور پھیلنے لگے اس کے ازالہ اور دفعیہ کی تدبیر کر دی گئی۔

## روزہ کی حکمت اور اس کا مقصد

خالق بے نیاز جس طرح ہماری نماز وتسبیح اور رکوع وسجود سے بے نیاز ہے اسی طرح ہماری بھوک وپیاس اور افطار وسحر سے بھی مستغنی ہے یہ تمام احکام بندوں کی طبیعتوں اور سرشتوں کو شہوانی وروحانی امراض سے

پاک وصاف رکھنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں اور روح میں وہ اعلیٰ صلاحیت پیدا کرنی مقصود ہے جس سے نفس انسانی ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (تو اپنے پروردگار کی طرف چل خوش ہوتی ہوئی اور خوش کرتی ہوئی) کا پروانہ لیکر فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ، وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔ کی صدائے دلنواز سے مشرف ہوجائے اور دائمی راحت اور ابدی مسرتوں کی مستحق بن جائے، غرض روزہ ایک نسخہ روحانی وربانی ہے جسے حکیم مطلق نے بندوں کی طبیعتوں کی کثافتوں اور کدورتوں کو دور کرنے کے لئے تجویز کیا ہے علماء محققین نے اس کی بہت سی حکمتیں بیان کی ہیں، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے بھی روزہ رکی حکمت پر دلنشیں انداز میں تفصیلی روشنی ڈالی ہے ہم اسے کسی قدر حذف واضافہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

(۱) تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد گناہوں سے جھجھک معلوم ہونے لگتی ہے اور نیک باتوں کی طرف اس کو بے تابانہ تڑپ ہوتی ہے روزہ کا مقصود بھی یہ ہے کہ انسان کے اندر یہی کیفیت پیدا ہوجائے۔

(۲) روزہ کی مشروعیت میں ایک خاص نکتہ یہ ہے کہ بارہ مہینوں میں ایک مہینہ ہر مسلمان کو اس طرح بسر کرنا چاہئے کہ دن رات میں ایک وقت کھانا کھائے اور ہو سکے تو ایک وقت کا کھانا اپنے فاقہ زدہ محتاج اور غریب بھائیوں کو کھلا دے۔

(۳) روزہ ہی امیروں، پیٹ بھروں کو بتاتا ہے کہ فاقہ میں کیسی اذیت اور بھوک پیاس کی تکلیف ہوتی ہے اسی وقت اس کو اپنے غریب اور فاقہ سے نڈھال بھائیوں کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے جو خود بھوکا نہ ہوا اس کو بھوک کی اور جو خود پیاسا نہ ہوا اس کو پیاس کی تکلیف کا احساس کیوں کر ہوگا روزہ اسی

احساس کو زندہ اور ایثار، رحم او ہمدردی کے جذبہ کو پیدا کرتا ہے۔

(۴) ہر انسان کو زمانہ کا انقلاب اور زندگی کی کشمکش مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے جسم کو مشکلات کا عادی اور سختیوں کا خوگر بنائے، جہاد کے ہر متوقع میدان کے لئے بھوک پیاس کے تحمل صبر وضبط سے اپنے آپ کو آشنا رکھنے کی ضرورت ہے گویا روزہ ایک مشق ہے جو ہر مسلمان کو سال میں ایک مہینہ کرائی جاتی ہے تاکہ وہ ہر قسم کی جسمانی مشکلات اٹھانے کے لئے ہر وقت تیار رہے اور دنیا کی جدوجہد و کشمکش کا مقابلہ کر سکے۔

(۵) طب کے تجربے او مشاہدے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اکثر حالتوں میں بھوکا رہنا انسان کی صحت کے لئے ضروری ہے، مختلف بیماریوں کا یہ قطعی علاج ہے، طبعی ہدایت ہے کہ کم ازکم ہفتہ میں ایک وقت کھانا ناغہ کیا جائے، جو مسلمان رمضان کے روزے رکھتے ہیں ان کو ذاتی تجربہ ہوگا کہ ایک مہینہ کا روزہ کتنی بیماریوں کو دور کر دیتا ہے بشرطیکہ انہوں نے کھانے پینے اور افطار و سحور میں بے اعتدالی نہ کی ہو۔

(٦) اگر انسان ایک وقت کا کھانا، پینا کم کر دے تو اس کے وقت کا بڑا حصہ بچ جائے اور یہ وقت خدا کی عبادت اور مخلوق کی خدمت میں صرف کیا جا سکتا ہے، اگر ہمیشہ نہیں تو کم ازکم سال میں ایک دفعہ تو اس پر غیر ضروری ضرورت کو کم کر کے یہ سعادت حاصل کی جائے۔

(۷) انسان کی دماغی اور روحانی یکسوئی وصفائی کے لئے مناسب فاقہ بہترین علاج ہے، جب انسان کا معدہ ہضم و فتور سے خالی اور دل و دماغ معدہ کی تبخیری مصیبت سے پاک ہو، چنانچہ بڑے بڑے اکابر کا تجربہ اس

حقیقت پر گواہ ہے۔

(۸) روزہ بہت سے گناہوں سے انسان کو محفوظ رکھتا ہے اس لئے یہ بہت سے گناہوں کا کفارہ بھی ہے۔

(۹) روزہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ رزہ کی بھوک اور فاقہ ہمارے گرم اور مشتعل قویٰ کو تھوڑی دیر کیلئے سرد کر دیتا ہے، کھانے، پینے کی مصروفیت اور دوسرے سخت کاموں سے بھی ہم پرہیز کرتے ہیں، دل ودماغ معدہ کے فاسد نجارات سے محفوظ ہوجاتے ہیں، جذبات میں ایک قسم کا سکون ہوجاتا ہے، یہ فرصت کی گھڑیاں یہ قویٰ کے اعتدال کی کیفیت یہ دل ودماغ کی جمعیتِ خاطر، ہمارے غوروفکر، اپنے اعمال کے محاسبہ، اپنے کاموں کے انجام پر نظر، اور اپنے کئے پر ندامت وپشیمانی اور خدائے تعالیٰ کی باز پرس سے ڈر کے لئے بالکل موزوں ہے، گناہوں سے توبہ وندامت کے احساس کے لئے یہ فطری ماحول پیدا کر دیتا ہے، اور نیکی اور نیک کاموں کے لئے ہمارے وجدانی ذوق وشوق کو ابھارتا ہے۔

(۱۰) تمام عبادات میں روزہ کو تقویٰ کی اصل واساس اس لئے بھی قرار دیا گیا ہے کہ یہ ایک مخفی خاموش عبادت ہے جو ریاء اور نمائش سے بَرِی ہے جب تک خود انسان اس کا اظہار نہ کرے دوسروں پر اس کا راز افشا نہیں ہوسکتا اور یہی چیز تمام عبادات کی جڑ اور اخلاق کی بنیاد ہے۔

## فضیلت رمضان

رمضان رمضَ سے مشتق ہے حدیث نبوی میں اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ''فَاِنَّهَا تَرْمُضُ الذُّنُوبَ''، رمضَ کے معنیٰ عربی زبان میں جلا دینے کے آتے ہیں

چونکہ اس مہینہ میں یہ خاصیت ہے کہ مسلمان کو گناہوں سے پاک وصاف کر دیتا ہے اس لئے اس کا نام رمضان ہوا۔

لسان نبوت نے جس ماہ کو شہر مبارک، شہر عظیم، شہر صبر، شہر مواسات، شہر زیادتی رزق مومن جیسے خطابات سے نوازا ہو اس ماہ کی فضیلتوں و برکتوں کا کیا کہنا! دنیا کی سعادتوں و عالمگیر رہنمائی کا نور، قرآن اسی ماہ اقدس میں نازل ہوا۔ ''إِنَّآ أَنزَلۡنَـٰهُ فِى لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ''۔ (ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے) اور مغفرت ربانی، رحمت حق، نجات نار کی دائمی راحت بخش و روح پرور ہوائیں اسی بابرکت مہینہ میں چلتی ہیں۔ ''هُوَ شَهۡرٌ اَوَّلُهُ رَحۡمَةٌ وَاَوۡسَطُهُ مَغۡفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتۡقٌ مِّنَ النَّارِ'' یہی وہ مقدس شب و روز ہیں جب شیاطین بند کر دئے جاتے ہیں، دوزخ کا دروازہ مقفل اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ ''فُتِّحَتۡ أَبۡوَابُ الۡجَنَّةِ وَغُلِّقَتۡ أَبۡوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلۡسِلَتِ الشَّيَاطِيۡنُ'' انہی مخصوص ایام کے بارے میں مَہبطِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''رَمَضَانُ شَهۡرُ اللهِ'' انہی تیس دنوں میں وہ نورانی شب بھی آتی ہے جس کا تذکرہ قرآن نے لیلۃ القدر کے نام سے کیا ہے۔ ''لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ''۔ اسی باسعادت رات کے کچھ حصوں میں عام ملائکہ رحمت اور روح الامین حضرت جبرئیلؑ کی تجلیات سے روئے زمین منور ومشرف ہوتی ہے۔ ''تَنَزَّلُ الۡمَلَائِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ'' احادیث کے صفحات پر ہمیں یہ بھی ملتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل امین کے ساتھ اسی شہر مبارک میں قرآن کا مذاکرہ کرتے تھے اور کبھی گنہگار اور مایوس بندوں کو یہ مژدہ جانفزا بھی سننے کو ملتا ہے ''لِكُلِّ عَبۡدٍ مِنۡهُمۡ دَعۡوَةٌ مُسۡتَجَابَةٌ'' ہر بندۂ مومن کی دعا

قبول کی جاتی ہے اسی کے ساتھ کہیں اس ماہ کی برکتوں سعادتوں سے محرومی پر زجروعتاب کی یہ صدا بھی سنائی دیتی ہے۔ مَنۡ اَدۡرَكَ شَهۡرَ رَمَضَانَ وَلَمۡ يَصُمۡهُ فَقَدۡ شَقِيَ۔ جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور روزہ نہیں رکھا تو ایسا شخص بد بخت ہوا وَفِيۡهِ لَيۡلَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ مَنۡ حُرِمَهَا فَقَدۡ حُرِمَ الۡخَيۡرَ كُلَّهٗ وَلَا يُحۡرَمُ خَيۡرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحۡرُوۡمٍ۔ اس ماہ مبارک میں ایک رات ہے جو ہزار مہینہ کی رات سے بہتر ہے جو شخص اس رات محروم رہا تو بیشک وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور کوئی نہایت بدنصیب ہی شخص اس رات کی خیرو برکت سے محروم رہ سکتا ہے، آخر کوئی بات ہی تو تھی کہ خود سرکار دوجہاں ﷺ کے عبادت وریاضت اس ماہ میں بہ نسبت دوسرے ایام کے کہیں زیادہ ہوجاتی تھیں اور جود وبخشش میں بے پایاں اضافہ ہوجاتا تھا، صد حسرت کے ایسے شب وروز میں جب مغفرت ربّانی کے گھنیرے بادل سایہ فگن ہوں، رحمت الٰہیہ کی بے پناہ بارش ہوتی ہو پھر بھی اگر کسی محروم کی آنکھیں غفلت وسرمستی سے بند کی بند رہیں اس کا وجدان فیضان الٰہی کی پرنور کرنوں کا ادراک نہ کرسکے قلبی کثافت دور نا ہو، گناہوں کا زنگ بدستور قائم رہے، زندگی کے لیل ونہار میں ایمانی بہار نا آئے، مومن اپنے باطن میں ایمان کی تازگی اور نشاط محسوس نہ کرے، اتباع شریعت کے جذبات بیدار نہ ہوں، اعمال حسنہ کی کلیاں شگفتہ نا ہوں تو اس ابر کرم کا کیا قصور؟ یہ اپنی اس بنجر زمین کا قصور ہے جو کسی بھی نمی سے زرخیز نہیں ہوتی۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست　　در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

ایسے محروموں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی

محرومی کا سبب یہ بیان کر دیا ہے۔ ''مَنۡ لَّمۡ یَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَالۡعَمَلَ بِہٖ فَلَیۡسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ اَنۡ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ''۔ جو شخص قول زور (جھوٹی بات) اور اس پر عمل نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث بھی مروی ہے ''کَمۡ مِنۡ صَائِمٍ لَیۡسَ لَہٗ مِنۡ صِیَامِہٖ إِلاَّ الۡجُوۡعُ وَالظَّمَأُ، وَکَمۡ مِنۡ قَائِمٍ لَیۡسَ لَہٗ مِنۡ قِیَامِہٖ إِلاَّ السَّھَرُ''۔ کتنے روزے دار ایسے ہیں جن کو ان کے روزے سے بجز پیاس کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، اور بہت سے رات کو قیام کرنے والے ایسے ہیں جن کے قیام سے رات کی بے خوابی کے سوا ان کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ غرض اگر روزہ میں صرف کھانے پینے پر بندش کر لی جائے اور دیگر تمام احتیاط کے تقاضوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو اگرچہ فریضہ سے سبکدوشی ہو جائے گی مگر عند اللہ اجروثواب اور روحانی پاکیزگی سے محرومی ہی رہے گی۔ اور تقویٰ کے نور سے اس کا باطن منور نہ ہوگا، جو شریعت الٰہی کا عین مقصد ہے۔ آج جن شرعی احکامات اور اس کے اتباع و انقیاد میں عالمگیر نقص اور اختلال واقع ہوا ہے ان میں یہ روزہ بھی شامل ہے، یہی نہیں بلکہ اب تو بات اس سے بھی آگے بڑھ گئی ہے۔ ذرا مسلمان محلوں میں گھوم جائیے، معاشرہ کا جائزہ لیجئے تو اندازہ ہو جائے گا کہ پہلے تو شرم و لحاظ سے ہوٹل بند ہو جاتے تھے اور اگر بند نہیں بھی ہوتے تھے (الا ماشاء اللہ) تو پردہ ضرور ڈال دیا جاتا تھا گویا گناہ کا احساس بے حسی و تغافل پر کچھ کے ضرور لگاتا تھا مگر روشنی خیالی کے نام پر آوارگی و بدمستی کے اس ماحول میں روزہ اور تراویح اور شبہائے مبارک کے ساتھ جو عمل جسارت و بے باکی کے ساتھ جاری ہے وہ ایمان

کی بیخ کنی کے مترادف ہے۔ افسوس روزہ کی اہمیت، شریعت کا پاس اور آخرت کا خوف رخصت ہوتا جارہا ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اتباع شریعت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

## روزہ کے مسائل

روزہ میں انجکشن کا حکم: روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور روزہ میں کوئی کراہت بھی نہیں ہوتی۔

طاقت کا انجکشن: روزہ کی حالت میں طاقت کا انجکشن لگوانا مناسب نہیں ہے۔

ٹیکہ لگوانا: روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

جسم میں گلوکوز (Glucose) چڑھوانا: گلوکوز چونکہ رگوں وغیرہ کے ذریعہ جسم میں چڑھوائی جاتی ہے اس لئے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

خون چڑھوانا: اولاً تو بلاضرورت شدیدہ جسم میں خون چڑھوانا جائز ہی نہیں ہاں اگر سخت مجبوری ہے کہ خون دیئے بغیر جان بچنا ہی مشکل ہے اور ماہر فن معتمد ڈاکٹر نے خون دینا ہی تجویز کر دیا ہے تو ایسی صورت میں اگر مریض کو روزہ کی حالت میں انجکشن کے ذریعہ خون دیا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

آکسیجن دینے کا حکم: اس میں تفصیل ہے اگر آکسیجن میں ادویات کے لطیف اجزاء شامل ہوتے ہیں اور آکسیجن کے ساتھ مریض کے جسم میں داخل ہوتے ہیں تو ایسے آکسیجن دینے سے روزہ فاسد ہوجائے گا البتہ مریض کی خطرناک حالت کے پیش نظر اگر اس کو دیدی جائے تو اس سے صرف روزہ کی قضا واجب ہوگی، کفارہ

واجب نہ ہوگا اور اگر خالص آکسیجن دی جائے جس میں ادویات کے اجزاء شامل نہ ہوں تو اس کے دینے سے روزہ فاسد نہ ہوگا اور اس کا دینا جائز ہوگا۔

**کلی کرنے کے بعد منہ کی تری نگلنے کا حکم:** اگر کلی اچھی طرح کرلی اور اس کے بعد پانی کی کچھ تری منہ میں رہ گئی اور اسے لعاب کے ذریعہ نگل لیا تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

**لعاب دھن نگلنے کا حکم:** اس مسئلہ میں تفصیل ہے اگر اپنا لعاب جو منہ میں ہے نگل لے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اور اگر اپنا لعاب دہن کسی کاغذ پر یا کسی اور چیز پر تھوک کر پھر چاٹ لے تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔ اور گھناؤنا ہونے کی وجہ سے صرف اس روزے کی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں، ہاں اگر بات چیت کرنے کی وجہ سے ہونٹ لعاب دہن سے تر ہوگئے اور لبوں کی اس تری کو روزہ دار چاٹ لے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا مگر روزہ میں ایسا کرنا مکروہ ہے کہ روزہ دار اپنا لعاب منہ میں جمع کرکے اس کو نگلا کرے، اور اگر دوسرے شخص کا لعاب دہن نگلے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ کسی عامی شخص کا لعاب دہن نگل لے جس کے نگلنے کو طبیعت پسند نہیں کرتی تو اس سے صرف قضا واجب ہوگی اور اگر کسی محبوب شخص کا لعاب دہن جس کے چاٹنے میں مزہ آتا ہے اور چاٹنے کو دل چاہتا ہے، چاٹ لے تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

**دانت نکلوانے کا حکم:** اولاً تو دانت نکلوانے کے لئے رات کا انتظار کریں اور شب میں دانت نکلوائیں تا کہ روزہ بے خطر ادا ہوجائے اور اگر کوئی شدید مجبوری ہو مثلاً درد

شدید ہو کرب و بے چینی ہو اور دانت نکالنے کا کوئی ایسا جدید طریقہ ہو کہ دانت نکالنے سے تکلیف نہ ہو اور کسی قسم کی کمزوری بھی نہ ہو اور خون بھی نہ نکلے یا نکلے مگر اس بات کی پوری احتیاط کرلی جائے کہ خون حلق کے اندر نہ جانے پائے تو دن میں بھی دانت نکلوانا بلا کراہت درست ہے اور روزہ بھی فاسد نہ ہوگا اور اگر حلق میں خون جانے کا قوی خطرہ ہو یا ایسے ضعف کا اندیشہ ہو جس کی وجہ سے روزہ توڑنا پڑے تو پھر روزہ کی حالت میں دانت نکلوانا مکروہ ہے لیکن اگر نکلوالیا اور خون حلق میں نہیں گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

**پائیریا یا بسبب مسواک وغیرہ دانتوں سے خون نکلنا:** اور خون تھوک سے کم ہے اور خون کا مزہ منہ میں معلوم نہیں ہوتا، بلکہ تھوک خون پر غالب ہے تو اس کے نگلنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا اور خون لعاب دہن سے زیادہ ہے یا اس کے برابر ہے اور منہ میں خون کا ذائقہ بھی معلوم ہوتا ہے تو اس قدر خون کے نگلنے سے روزہ فاسد ہوجائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی۔

**ٹوتھ پیسٹ، منجن، مسّی وغیرہ لگانے کا حکم:** روزہ کی حالت میں ان تمام چیزوں سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے اسی طرح کوئلوں سے بھی دانت صاف کرنا مکروہ ہے اور کراہت اسی وقت تک ہے جب تک کہ منجن وغیرہ کا جزو حلق میں نہ اترے، اگر حلق میں کوئی جزو اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

**داڑھ نکلوائی اور خون حلق میں چلا گیا:** ایسی صورت میں روزہ فاسد ہوجائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی۔

**ناک، کان میں دوا ڈالنے کا حکم:** رزہ میں ناک اور کان میں تر (گیلی) دوا اور تیل ڈالنے سے روزہ فاسد ہوجائے گا، ناس اور خشک سفوف کا اگر جوف و دماغ

میں پہنچنا یقینی ہو تو رزہ فاسد ہو جائے گا اور روزہ فاسد ہونے کی صورت میں صرف قضا واجب ہوگی نہ کہ کفارہ۔

**نزلہ کی داو سونگھنے کا حکم:** اٹلوسَن ایک دوا ہے کہ نوشادر اور چونا ملا کر اور شیشی میں بھر کر ناک سے لگا کر سونگھا جاتا ہے اور اس کی تیزی دماغ تک پہنچتی ہے اور نزلہ میں سونگھنے کی ایک مشہور دواوِکسَ انہیلر ہے ان دونوں دواؤں کے سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی۔

**آنکھوں میں دوا ڈالنے کا حکم:** روزہ میں آنکھوں کے اندر دوا ڈالنے سے روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا۔

**سر یا بدن میں تیل، سرمہ یا کاجل:** روزہ کی حالت میں یہ تمام چیزیں لگانا درست ہیں ان کے استعمال کرنے سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا اگرچہ سرمہ کی سیاہی تھوک میں نظر آئے۔

**روزہ دار کو اپنا خون دینے کا حکم:** روزہ دار کو روزہ کی حالت میں کسی مریض کو اپنا خون دینا مکروہ ہے لیکن اگر کسی نے دیدیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اور یہ خون دینا فصد کرانے کے حکم میں ہے جس کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

**اگربتی، لوبان، صندل، عود صلیب و دیگر خوشبودار اشیاء کا حکم:** جس کمرے میں ان چیزوں کی دھونی دی گئی ہو اور وہاں ان کی خوشبو مہک گئی ہو لیکن ان اشیاء کا دھواں باقی نہ رہا ہو بلکہ ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو تو ایسے کمرے میں جانے اور خوشبو سونگھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

**عطر، مشک، عنبر، سینٹ اور جمیع اقسام کے پھولوں کا سونگھنا:** روزہ دار کو روزہ کی حالت

میں ہر طرح کا عطر مشک وغیرہ اور اسی طرح ہر قسم کے پھولوں کی خوشبو سونگھنا جائز ہے۔ اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

**۲۹ر تاریخ کو غروب سے پہلے چاند نظر آنے پر افطار کا حکم:** مغرب سے پہلے جو چاند نظر آئے وہ آئندہ شب کا ہے اس کو دیکھ کر روزہ کھولنا جائز نہیں ہے، شام تک روزہ سے رہنا واجب ہے اور حدیث شریف میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اس میں روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا حکم اس چاند کے متعلق ہے جو سورج غروب ہونے کے بعد نظر آئے نہ اس چاند کے متعلق جو غروب آفتاب سے پہلے نظر آجائے لہٰذا جو لوگ اس چاند کو دیکھ کر یا کسی عالم صاحب کے کہنے پر افطار کرلیں ان پر اس روزہ کی قضا واجب ہے اور استغفار بھی لازم ہے۔

**عمداً سگریٹ نوشی، حقہ، بیڑی سگار وغیرہ کا پینا:** روزہ میں جان بوجھ کر سگریٹ، حقہ، بیڑی سگار وغیرہ پینے سے روزہ فاسد ہوجائے گا اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوجائیں گے۔

**منہ کے اندر نسوار رکھنے کا حکم:** اگر کسی نے تھوڑی سی نسوار روزہ کی حالت میں منہ کے اندر رکھ کر فوراً نکال دی اور اس کا پورا یقین ہے کہ نسوار کا کوئی جزو حلق میں نہیں گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ بالاتفاق مکروہ ہے مگر عادۃً چونکہ ایسا ہونا متعذّر رہے کہ نسوار کا کوئی جزو حلق میں نہ جائے خصوصاً جبکہ استعمال کرنے والے کافی دیر تک منہ میں رکھے رہتے ہیں اور ذرا دیر رکھنے سے مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا لہٰذا مروجہ طور پر نسوار استعمال کرنا مفسدِ صوم ہی قرار دیا گیا ہے اور اس سے قضا اور کفارہ دونوں ہی واجب ہوں گے۔

اخیر میں ہم ان مختصر معمولات کا ذکر کرتے ہیں جس کا اہتمام والتزام ہر روزہ دار کو کرنا چاہئے، اولاً گناہوں سے توبہ اور کثرت سے استغفار کا اہتمام۔

- بدون عذر شرعی روزہ ترک نہ کیا جائے اور روزہ رکھنے کا پورا اہتمام ہو۔
- تمام اعضاء آنکھ، کان، زبان، دل اور دماغ کو ہر گناہ سے بچائیں۔
- باجماعت نماز کا اہتمام کریں۔
- اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد کی نوافل کا معمول بنائیں۔
- قرآن کریم کی تلاوت کا زیادہ سے زیادہ التزام کریں۔
- لا الہ الا اللہ کا ورد رکھیں۔
- جنت الفردوس مانگیں، دوزخ سے پناہ طلب کریں۔

اگر اس ماہ مبارک کی مسعود گھڑیاں ان معمولات کے التزام واہتمام کے ساتھ گزر گئیں تو انشاء اللہ تقویٰ کے نور سے قلب وسینہ منور ہو جائے گا، جو قرآن کا اولین مقصد ہے اور اس جوہر عظیم کی برکت سے اپنے آپ کو اسلامی زندگی سے قریب رکھنا سہل ہو جائے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ